ایمان کی بنیاد ، تقیہ

اہل تشیع کی انتہائی معتبر کتاب کافی ،مصنفہ (اہل تشیع کے مجتہد اعظم) ابوجعفر یعقوب کلینی ، میں مستقل باب تقیہ کے لئے مخصوص ہے اور اس کو اصول دین میں شمار کیا ہے۔نمونہ کے طور پر ایک دو روایتیں جو امام ابوعبداللہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں پیش کرتا ہوں۔

عن ابن ابی عمیر الاعجمی قال قال لی ابو عبدالله علیه السلام یا ابا عمیر ان تسعة اعشار الدین فی التقیة و لا دین لمن لاتقیة لهٗ۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شیعہ ابن ابی عمیر الاعجمی سے فرمایا کہ۔۔۔دین میں نوے فیصد تقیہ اور جھوٹ بولنا ضروری ہے اور فرمایا کہ جو تقیہ (جھوٹ) نہیں کرتا وہ بے دین ہے (باقی دس کی کسر بھی نہ رہی)۔

اصول کافی ص ۴۸۲ اور ص ۴۸۳ پر بھی کثرت کے ساتھ روایات ہیں جن میں سے دو تین نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

عن ابی بصیر قال قال ابو عبدالله علیه السلام التقیتة من دین الله قلت من دین الله؟ قال ای و الله من دین الله۔

یعنی ابوبصیر جو امام عالی مقام امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وزیر و مشیر تھا اور روایت میں اہل تشیع کا مرکز ہے کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ کرنا اللہ کا دین ہے۔میں نے عرض کیا کہ اللہ کا دین ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا۔اللہ کی قسم ہاں تقیہ (جھوٹ) اللہ کا دین ہے۔

عن عبدالله ابن ابی یعفور عن عبدالله علیه السلام قال اتقوا علٰی دینکم و احجبوه بالتقیة فانهٗ لا ایمان لمن لا تقیة لهٗ۔

یعنی ابن ابی یعفور جو امام عالی مقام صادق علیہ السلام کا ہر وقت حاضر باش خادم تھا۔وہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے مذہب پر خوف رکھو اور اس کو ہمیشہ جھوٹ اور تقیہ کے ساتھ چھپائے رکھو۔کیونکہ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی ایمان نہیں۔

اور صفحہ ۴۸۴ کی روایات میں سے بھی ایک دو روایتیں پیش کرتا ہوں۔

عن معمر ابن خلاد قال سالت ابا الحسن علیه السلام عن القیام للولاة فقال قال ابو جعفر علیه السلام التقیتة من دینی و دین آبائی و لا ایمان لمن لا تقیتة لهٗ۔

یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم کا خاص شیعہ معمر بن خلاد کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ان امیروں اور حاکموں کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ تقیہ کرنا میرا مذہب ہے اور میرے آباواجداد کا دین ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔

اسی طرح اسی صفحہ پر محمد بن مروان اور ابن شہاب زہری کی روایتیں بھی قابل دید ہیں۔علی ہذا القیاس صفحہ ۴۸۵، ۴۸۶ اور ۴۸۷ تمام کے تمام یہ صفحات تقیہ، مکروفریب اور کذب بیانی پر مشتمل روایات سے بھرے ہوئے ہیں۔
صفحہ ۴۸۶ پر معلیٰ بن الخنیس کی ایک روایت بھی یاد رکھیں۔ کہتے ہیں

عن معلی بن خنیس قال قال ابو عبدالله علیه السلام یا معلی اکتم امرنا و لا تذعهٔ فانهٔ من کتم امرنا ولم یذعهٔ اعزهٔ الله به فی الدنیا وجعلهٔ نورا بین عینیه فی الاخرة تقودهٔ الی الجنة یا معلی ومن اذاع امرنا ولم یکتمهٔ اذلهٔ الله به فی الدنیا ونزع نورا من بین عینیه فی الاخرة وجعلهٔ ظلمة تقودهٔ الی النار یا معلی ان التقیة من دینی ودین آبائی۔ ولا دین لمن لاتقیة لهٔ۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا خاص شیعہ اور امام صاحب موصوف سے کثرت سے روایت کرنے والا معلیٰ بن خنیس کہتا ہے کہ امام صاحب نے مجھے فرمایا کہ ہماری باتوں کو چھپاؤ ان کو ظاہر مت کرو کیونکہ جو شخص ہمارے دین کو چھپاتا ہے اور اس کو ظاہر نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ چھپانے کے سبب سے اس کو دنیا میں عزت دے گا اور قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور پیدا کرے گا۔ جو سیدھا جنت کی طرف اس کو لے جائے گا۔ اے معلیٰ! جو شخص بھی ہماری باتوں کو ظاہر کرے گا اور ان کو نہ چھپائے گا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ اس سبب سے اس کو ذلیل کرے گا اور آخرت میں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں سے نور سلب کرلے گا اور اس کی بجائے ظلمت اور اندھیرا بھردے گا جو اس کو جہنم کی طرف لے جائے گا۔ اے معلیٰ تقیہ کرنا میرا دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔

غرضیکہ ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر روایتیں ہیں۔ کس کس کو لکھیں۔ اہل تشیع کی تو جس کتاب کو بھی دیکھیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ صادقین معصومین کی طرف حق کو چھپانے اور تقیہ اور کذب بیانی پر مشتمل روایات منسوب کرنے کی غرض سے یہ کتاب تصنیف فرمائی گئی ہے۔ چونکہ کتاب ''کافی کلینی'' اہل تشیع کی تمام کتابوں کا منبع اور ماخذ ہے اور تمام کتابوں کی نسبت ان کے نزدیک زیادہ معتبر ہے۔ حتیٰ کہ اس کتاب کے شروع میں اس کی وجہ تسمیہ میں جلی قلم سے یہ لکھا ہوا ہے ''قال امام العصر وحجة الله المنتظر علیه سلام الله الملك الاکبر فی حقه هذا کاف لشیعتنا'' یعنی اس کتاب کے متعلق امام حجۃ اللہ المنتظر مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں کے لئے یہی کتاب کافی ہے۔

تو اسی لئے اس ضروری مسئلہ تقیہ و کتمان حق کے ثبوت میں اسی کافی کی روایات کو کافی سمجھتا ہوں۔ دل تو یہی چاہتا ہے کہ ہر ایک کتاب سے بطور نمونہ ایک ایک روایت پیش کرتا مگر طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

عمدہ استدلال

میں یہ کہہ رہا تھا کہ جن اصحاب سے یہ روایتیں کرنا اہل تشیع جائز سمجھتے ہیں یا بتاتے ہیں۔ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ تقیہ اور کتمانِ حق ان کا عقیدہ تھا۔ اب اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ایک انتہا درجہ محب اور علمبردار تشیع جو نہی ان حضرات سے کوئی حدیث سنے گا اور کسی امر کا اظہار معلوم کرے گا تو اس کے لئے یہ یقین کرنا ضروری ہے کہ صحیح اور حق بات تو قطعاً

انہوں نے فرمائی ہی نہیں ۔ جو بھی ان سے روایت کی گئی ہے سراسر بے حقیقت اور واقعات کے خلاف ہے اور نفس الامر کے عکس ہے وہ بھلا اپنا اور اپنے آباؤ اجداد کا دین کیسے چھوڑ سکتے ہیں یا ان کے وہ حاضر باش اور رات دن ان کے خدمت گزار جنت کو چھوڑ کر جہنم کا راستہ اختیار کر سکتے ہیں تو لہٰذا جو روایات بھی اہل تشیع کی کتابوں میں لکھی گئی ہیں اور جلسوں اور محفلوں میں بلکہ آج کل تو لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ بلند آہنگی کے ساتھ بیان کی جاتی ہے سراسر کذب اور واقعات کے خلاف ہیں کون محبِ اہل بیت اور کون شیعہ ائمہ طاہرین کے صریح اور واضح وغیرہ مبہم تاکیدی حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بے دین تاکید حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بے دین وایمان وجہنمی اور ذلیل ہونا پسند کرے گا ۔ اس مقدمہ کو اہل فکر کے غور وخوض کے سپرد کرتا ہوں اور گذارش یہ کرتا ہوں کہ بانیان مذہب تشیع نے اصل اور حقیقت پر مبنی دین اسلام کو ختم کر دینے اور شریعت مقدسہ کو کلیۃً فنا کر دینے کے لئے یہ سیاسی چال چلی ۔ کون شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ حضور اقدس ﷺ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین جس طرح واسطہ ہیں اسی طرح رسول ﷺ اور حضور ﷺ کی قیامت تک آنے والی ساری امت کے درمیان حضور ﷺ کے صحابہ کرام اور رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی واسطہ ہیں ۔ انہی مقدس لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کلام کی تفسیر اللہ کے رسول ﷺ سے پڑھی اور ان ہی مقدس لوگوں نے صاحب اسوۂ حسنہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامیہ اور اعمال عالیہ اور سیرت مقدسہ کی دولت کو براہ راست حضور کی ذات سے حاصل کیا ۔ جس کو ان کے شاگردوں یعنی تابعین نے ان سے حاصل کیا علیٰ ہذا القیاس وہ مقدس شریعت ہم تک پہنچی ۔ اب جبکہ ابتدائی واسطہ یعنی صحابہ کرام ہی کی ذات قدسی صفات کو قابل اعتماد تسلیم نہ کیا جائے یعنی تین چار کے بغیر باقی ظاہری مخالفت کی بناء پر قابل اعتبار نہ رہیں اور یہ تین چار باوجود انتہائی دعویٔ محبت وتولی کے سخت نا قابل اعتماد ثابت کیے جائیں ۔ کہ جو بھی ان کی روایات ہوں گی یقیناً غلط اور خلاف واقعہ امر کی طرف راہنمائی کریں گی ۔ یا تو خود ان ہستیوں نے ہی تقیۃً و کتماناً للحق غلط اور خلافِ واقعہ فرمایا اور یا ان کے محبان خدمت گاران شیعوں نے یہ تعمیل ائمہ کذب، جھوٹ اور خلاف واقعہ روایت فرمائی ۔ بہرصورت ان روایات کو صحیح کہنا اپنی بے دینی اور بے ایمانی پر واضح دلیل پیش کرنا ہے ۔